روزنامہ
الفضل
ربوہ
خطبہ نمبر ۹
فون ۴۲۹
ایڈیٹر: نسیم سیفی
رجسٹرڈ نمبر ایل ۵۲۵۴
جلد ۷۶/۴۱ | بدھ ۲۷ رجب ۱۴۱۱ھ، ۱۳ تبلیغ ۱۳۷۰ہش، ۱۳ فروری ۱۹۹۱ء | نمبر ۳۷

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خلیج کے بحران کے سلسلے میں احباب جماعت کو خصوصی دعاؤں کی تحریک

اگر عراق مٹایا گیا تو اس کے ساتھ ماضی کی ساری تاریخ ملیا میٹ کر دی جائیگی

خلیج کے تنازعے میں امن کی کُنجی مسلمان ممالک اور خاص طور پر سعودی عرب کے ہاتھ میں ہے

جنگ کا نتیجہ یہ نکلے گا کہ اسرائیل ہمیشہ سے زیادہ طاقتور ہو جائے گا اور مسلمان ممالک اس کے مقابلہ کی سوچ بھی نہ سکیں گے

جماعت احمدیہ صرف حق اور سچ کے ساتھ فیصلے کرتی ہے تعصّب سے نہیں

خطبہ جمعہ فرمودہ سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ (الرابع) ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز۔ بتاریخ ۱۱۔ صلح ۱۳۷۰ہش (۱۱۔ جنوری ۱۹۹۱ء) بمقام بیت الفضل۔ لندن

حضورِ انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

مغربی ممالک پر تنقید سچ کا ساتھ دینے کیلئے ہے

"جب خیبر کا قلعہ فتح ہوا تو اس کے بعد حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کا نکاح حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ہوا۔ چنانچہ اس نکاح کے بعد اس سفر سے واپسی پر حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم جس اونٹنی پر سوار تھے اسی سواری کے پیچھے حضرت صفیہ کو بھی پیچھے بٹھالیا۔ جو باتیں اس عرصے میں ہوئیں ان میں سے ایک خاص موضوع پر جو گفتگو آپ نے فرمائی وہ احادیث میں محفوظ ہے آپ نے فرمایا کہ صفیہ! میں تم سے بہت معذرت خواہ ہوں اور دل کی گہرائی سے معذرت کرتا ہوں اس بات پر جو میں نے تمہاری قوم کے ساتھ کی یعنی یہودیوں کا قلعہ خیبر جو فتح کیا اور اس دوران جو یہود کے ساتھ سختی کی گئی اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت صفیہؓ سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے معذرت فرمائی لیکن ساتھ ہی فرمایا کہ میں تمہیں بتا دینا چاہتا ہوں کہ اس واقعہ سے پہلے تمہاری قوم نے مجھ سے کیا سلوک کیا تاکہ تمہیں یہ غلط فہمی نہ رہے کہ گویا میں نے کسی تعصب کے نتیجے میں ناواجب ظلم کے طور پر قلعۂ خیبر پر حملہ کیا اور اس کو تاخت و تاراج کیا۔ چنانچہ آنحضور صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے آغاز سے لیکر اس وقت تک کے یہود قبائل کے ان مظالم کا اور ظلم و ستم کا ذکر کرنا شروع فرمایا جو شروع سے ہی وہ کرتے چلے آئے تھے اور پھر اپنی ذات سے متعلق خصوصیت سے حضرت صفیہؓ کو بتایا کہ کس طرح میرے اوپر یہ لوگ ذاتی حملے کرتے رہے اور میری کردار کشی کرتے رہے اور گالیاں دیتے رہے اور اس ساری گفتگو کا مقصد یہ تھا کہ نکاح کے بعد جو خاتون گھر میں تشریف لا رہی ہیں ان کے دل پر کسی قسم کی غلط فہمی کا داغ نہ رہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کی اس شخصیت کے متعلق کسی قسم کی کوئی بھی غلط فہمی باقی نہ رہے۔

ان دنوں چونکہ عراق کا معاملہ زیر بحث ہے۔ عراق اور کویت کا جو جھگڑا چلا ہے اس ضمن میں میں نے کئی خطبات اس موضوع پر دیئے کہ مغربی قومیں ان مسلمان ممالک سے کیا کر رہی ہیں۔ اس دوران مجھے بھی بار ہا یہ خیال آیا کہ وہ احمدی ..... جو مغربی قوموں سے تعلق رکھتے ہیں ان کے دل میں کہیں یہ وہم پیدا نہ ہو کہ ہم نسلی اختلافات کی وجہ سے اس طرح مغرب کو تنقید کا نشانہ بنا رہے ہیں اور احمدیوں کے اندر بھی گویا دبا ہوا نسلی تعصب موجود ہے۔ پس سب سے پہلے تو میں اس بات کی وضاحت کرنا چاہتا ہوں کہ حضرت اقدس محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے پیغامات میں سے ایک اہم پیغام یہ تھا جسے آپ نے اپنی زبان سے بھی دیا اور اپنے فعل سے بھی اس کی سچائی ثابت فرمائی کہ مذہب کا نسلی اختلافات سے کوئی تعلق نہیں اور مذہب اس بات کو برداشت نہیں کر سکتا کہ تعصب کے نتیجے میں کسی سے اختلاف کیا جائے یا کسی سے کسی قسم کا جھگڑا کیا جائے۔ جماعت احمدیہ بھی ..... ایسی سنت کو اپنے کردار میں ازسرِ نو زندہ کرنے کا عزم لے کر اٹھی ہے جس سنت کے حسین پہلوؤں کو بالعموم مسلمانوں نے بھلا رکھا ہے۔

پس اس پہلو سے دنیا کے کسی انسان کے ذہن میں یہ وہم نہ رہے کہ جماعت احمدیہ بھی (اللہ تعالیٰ پناہ دے) مشرق اور مغرب کی تقسیموں میں اور اختلافات میں یا سفید اور سیاہ کے اختلافات میں کسی قسم کا نسلی تعصب رکھتی ہے کیونکہ نسلی تعصب اور (دینِ حق) بیک وقت ساتھ نہیں رہ سکتے۔ پس جو بھی تنقید میری طرف سے کی جاتی رہی ہے اور کی جائے گی۔ وہ (دینِ حق) کے اعلیٰ اخلاقی اصولوں کے پیش نظر ہے اور اس پہلو سے جو بھی تنقید کا سزاوار ٹھہرے گا اس پر تنقید کی جائے گی مگر تکلیف دینے کی خاطر نہیں بلکہ حقائق سامنے رکھنے کے لئے اور معاملات سمجھانے کی خاطر۔

اس تمہید کو پیش نظر رکھتے ہوئے جب بھی میں تبصرہ کرتا ہوں اپنے دل کو خوب اچھی طرح ٹٹول لیتا ہوں اور کبھی بھی کسی قسم کے تعصب کی بنا پر کوئی تنقید نہیں کرتا بلکہ خدا کے حضور اپنے دل کو پاک صاف کر کے حقائق اور سچائی بیان کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔ یہ سچائی بعض صورتوں میں بعض لوگوں کو کڑوی لگتی ہے، بعض صورتوں میں بعض دوسرے لوگوں کو کڑوی لگتی ہے مگر اس میں ہماری بے اختیاری ہے۔ ہم محض تعصبات کی وجہ سے کسی ایک کا ہمیشہ ساتھ نہیں دے سکتے۔ ہمیشہ سچ کا ساتھ دیں گے، ہمیشہ کلام اللہ کا ساتھ دیں گے ..... اور جس نے ہمارا ہمیشہ کا دوست بننا ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ کلام اللہ کا دوست بن جائے ..... اور حق کا دوست بن جائے۔ سچائی کا دوست ہو جائے۔ ایسی صورت میں وہ ہمیں ہمیشہ اپنے ساتھ پائے گا۔

کویت پر عراق کا قبضہ اور یورپی قوموں کا ماضی

پس اس مختصر وضاحت کے بعد اب میں دوبارہ اسی مسئلے کو آپ

مسلسل صـ۲ پر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

خطبہ ص۱ سے آگے

کے سامنے رکھتا ہوں جس پر دو خطبات چھوڑ کر اس سے پہلے کئی خطبات میں مَیں نے گفتگو کی یعنی عراق کویت کے جھگڑے کے نتیجے میں پیدا ہونے والی عالمی صورتِ حال، اب صرف چند دن ایسے رہ گئے ہیں جن میں امن کی کوششیں بہت تیز کر دی گئی ہیں اور بالآخر رُخ اسی مشورے کی طرف ہے جو مشورہ میں نے آغاز میں قرآنی تعلیم کی صورت میں پیش کیا تھا۔ مَیں نے قوموں کو متوجہ کیا تھا کہ اس کو اسلامی معاملہ رہنے دیں اور عالمِ اسلام آپس میں نپٹائے۔ عالمِ عرب بھی نپٹانے کی کوشش کرے مگر فی الحقیقت یہ درست نہیں ہو گا کہ عرب اسے صرف اپنا عرب مسئلہ بنا لیں۔ لیکن افسوس ہے کہ اس معاملے میں جو کوششیں شروع کی گئی ہیں وہ بہت ہی تاخیر سے شروع کی گئی ہیں۔ اب عالمی مسئلے کی طرف تو توجہ بڑی بڑی قوموں کی مبذول ہو چکی ہے لیکن مسلمان مسئلے کے متعلق ابھی چند دن پہلے پاکستان میں بعض وزرائے خارجہ کی ایک کانفرنس ہوئی، اس میں اس مسئلے کو چھیڑا گیا اور پاکستان کی طرف سے ایک کوشش کی گئی کہ تمام دنیا کے مسلمان ممالک مل کر اس مسئلے کو سلجھانے کی کوشش کریں لیکن اتنی تاخیر کے ساتھ اٹھایا گیا قدم ہے کہ بظاہر اس کے نتیجے میں کچھ ہوتا ہوا دکھائی نہیں دیتا۔ موجودہ صورت یہ ہے کہ امریکہ اور برطانیہ اُن قوموں کی فہرست میں اوّلیت رکھتے ہیں جو شدت کے ساتھ عراق کو کچل دینے کا تہیہ کئے ہوئے ہیں اور انہیں کی راہنمائی میں، انہیں کی سیادت اور قیادت میں جنگ کا طبلہ بجایا جا رہا ہے اور بار بار اس بات کو دہرایا جا رہا ہے کہ عراق کو نیست و نابود کر دینا ضروری ہے تاکہ دنیا باقی رہے یعنی عراق اگر اپنی اس طاقت کے ساتھ باقی رہ گیا اور اسے اور موقعہ مل گیا تو باقی دنیا کا امن مفقود ہو جائے گا بلکہ دنیا کے وجود کو شدید خطرہ لاحق ہو گا۔ یہ ایک مؤقف ہے جسے بلند آواز سے دنیا کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے اور بار بار جب انٹرویوز ہوتے ہیں یا اخبارات میں ان لوگوں کے سوال و جواب چھپتے ہیں تو ان میں ایک بات کو پیش کیا جاتا ہے کہ دیکھو عراق نے کویت پر کتنے مظالم کئے ہیں اور اتنے خوفناک مظالم کے بعد جو عالمی رائے عامہ ہے کس طرح اس کو نظر انداز کر سکتی ہے۔ ایسے ظالموں کو جنہوں نے قتل و غارت کیا، جنہوں نے لوٹ مار کی، گھروں کو جلایا، ان کو خود زندہ رہنے کا کیا حق رہ جاتا ہے۔ اگر آج ہم نے اس ظلم کے خلاف بیک وقت تمام قوموں نے مل کر پیش قدمی نہ کی اور ظالم کو سزا نہ دی تو پھر ظلموں کی راہیں کھل جائیں گی اور کوئی بھی کسی کو ظلم کی راہ پر چلنے سے روک نہیں سکے گا۔ یہ مؤقف ہے۔ اس کا خلاصہ یہ ہے۔ اور عراق کا مؤقف اس کے برعکس یہ ہے کہ تم بڑے بڑے اصولوں کی اور اعلیٰ اخلاق کی باتیں کر رہے ہو لیکن بھول جاتے ہو کہ مشرقِ وسطیٰ میں عرب علاقوں میں جو کچھ بھی بے اطمینانی ہے اور بے چینی ہے جس کے نتیجے میں بار بار امن کو خطرہ لاحق ہوتا ہے اس کے اصل ذمہ دار تم ہو اور جب بھی ایسے مواقع آئے، جب ان مسائل کو جو مشرقِ وسطیٰ سے تعلق رکھتے ہیں حل کیا جا سکتا تھا تو تمہی وہ لوگ ہو جنہوں نے روکیں پیدا کیں اور ایسی ہی بات جو ہم نے کی ہے۔ یعنی جسے تم ناجائز قبضہ کہتے ہو، عراق "ناجائز" تو نہیں کہتا مگر کہتا ہے کہ جس طرح ہم نے کویت پر قبضہ کیا ہے اس طرح اسی قریب کے زمانے میں اسرائیل نے اردن کے مغربی کنارے پر قبضہ کر رکھا ہے اور تم یونائیٹڈ نیشنز (اقوام متحدہ) کی باتیں کرتے ہو حالانکہ اقوام متحدہ نے بارہا ریزولیوشنز کے ذریعے اسرائیل کو قبضہ چھوڑنے پر مجبور کرنے کی کوششیں کیں اور ہر بار خصوصیت کے ساتھ امریکہ نے ان کوششوں کی راہ میں روڑے اٹکائے اور بلکہ اگر ریزولیوشنز کو ویٹو کرنا پڑا تو ویٹو کر دیا تو عراق، امریکہ اور برطانیہ کو مخاطب کر کے یہ کہتا ہے کہ تم اخلاق اور پھر اعلیٰ اصولوں کی باتیں ترک کرو، اگر واقعی تمہارے نزدیک ان اصولوں کی کوئی قدر و قیمت ہے تو پھر مجموعی طور پر ان تمام مسائل کو ایک ہی پیمانے سے ناپنے کی کوشش کرو اور ایک ہی طریق پر حل کرنے کی کوشش کرو، جو مسائل عراق کویت مسئلے سے ملتے جلتے پہلے سے موجود ہیں اگر تم ایسا کرو تو ہم اس بات پر رضامند ہوتے ہیں کہ ہم بھی انہی اصولوں کے مطابق جو بھی انصاف کے فیصلے ہیں ان کے سامنے سرِ تسلیم خم کریں گے۔ ایک پہلو تو ان کے مؤقف کا یہ ہے۔ دوسرا پہلو یہ ہے کہ اگر کسی ملک کو کسی ملک پر قبضہ کرنے کی اجازت دے دی جائے محض اس لئے کہ وہ طاقتور ہے تو پھر دنیا سے امن ہمیشہ کے لئے اٹھ جائے گا یعنی ظلم والے حصے کے علاوہ اس کو الگ پیش کیا جاتا ہے اور قبضے والے حصے کو الگ پیش کیا جاتا ہے گویا وہ دو دلائل ہیں۔ اب تعجب کی بات یہ ہے کہ جو قومیں یہ باتیں کرتی ہیں ان کی اپنی تاریخ ان کے خلاف ایسی سخت گواہی دیتی ہے کہ کبھی دنیا کی کسی قوم کے خلاف اس قوم کی تاریخ نے ایسی گواہی نہیں دی۔ امریکہ کی جو موجودہ حکومت ہے اس کا یورپ سے تعلق ہے اور اس زمانے کا جو نیا دور شروع ہو چکا ہے اسی زمانے میں یہ لوگ یورپ سے امریکہ گئے، سترھویں صدی کے آغاز کی بات ہے کہ پہلی دفعہ امریکہ دریافت ہوا۔ اور اس کے بعد انہوں نے سارے امریکہ پر، شمالی امریکہ پر بھی اور جنوبی امریکہ پر بھی قبضہ کر لیا اور جو مظالم انہوں نے وہاں توڑے ہیں اور جس طرح نسل کُشی کی ہے اس کی تاریخِ انسانی میں کوئی مثال شاذ ہی ملتی ہو گی۔ پوری کی پوری ان قوموں کو جو اس وسیع براعظم کی باشندہ تھیں وہ ایک قوم تو نہیں تھی مگر ریڈ انڈین کے نام پر وہ ساری مختلف قومیں مشہور ہیں۔ ان کا باقاعدہ ایک منصوبہ بندی کے ذریعے قلع قمع کیا گیا یہاں تک کہ وہ گھٹتے گھٹتے اب آثارِ باقیہ کے طور پر رہ گئی ہیں۔ یہی وہ قومیں ہیں جو جانوروں کے ساتھ ایسی محبت رکھتی ہیں کہ بار بار آپ ان کے پریس میں یا ان کے ٹیلیویژن وغیرہ پر ایسے مضامین اور پروگرام دیکھ سکتے ہیں کہ جس میں یہ بتاتے ہیں کہ فلاں نسل کے غائب ہونے کا خطرہ لاحق ہو گیا ہے اس کو بچاؤ لیکن وسیع براعظم پر پھیلی ہوئی مختلف ریڈ انڈین قوموں کو خود انہوں نے اس طرح ہلاک کیا ہے اور اس طرح ملیا میٹ کیا ہے کہ ان میں بہت سی ایسی ہیں جن کا نام و نشان مٹ چکا ہے اور بہت تھوڑی تعداد میں وہ قومیں باقی رہ گئی ہیں جن کا ذکر ان کی تاریخ میں اور ان کے لٹریچر میں ملتا ہے۔ اب وہ صرف ان کی فلموں میں دکھائی دیں گی یا ان کے لٹریچر میں ورنہ اکثر وہ قبائل صفحۂ ہستی سے بالکل نابود ہو چکے ہیں اور جس رنگ میں مظالم کئے گئے ہیں وہ تو ایک بڑی بھاری داستان ہے۔ پھر افریقہ پر قبضہ کر کے یا افریقہ پر حملے کر کے یورپین قوموں نے جس طرح مظالم کئے ہیں، جس طرح ان کو غلام بنا کر لکھوکھہا کی تعداد میں بیچا گیا اور ان سے زبردستی مزدوریاں لی گئیں اور امریکہ میں سب سے زیادہ ان قیدیوں کی مانگ تھی جن کو غلام بنا کر پھر امریکہ میں فروخت کیا گیا اور آج امریکہ کی آبادی بتا رہی ہے کہ وہاں کثرت کے ساتھ یہ سیاہ فام امریکن اسی تاریخ کی یاد زندہ کرنے والے ہیں۔ جب انسانوں کے ساتھ ایسا ظالمانہ سلوک کیا گیا کہ اس کے تصور سے بھی انسان کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ جن قلعوں میں ان کو پہلے قید رکھا جاتا تھا ان میں سے ایک قلعہ میں نے بھی دیکھا ہے اور اتنی تھوڑی جگہ میں اتنے زیادہ آدمیوں کو بھر دیا جاتا تھا کہ بلیک ہول (BLACK HOLE) کے متعلق جو ہم نے ہندوستان کی تاریخ میں پڑھا ہوا ہے ویسے BLACK HOLE بار بار بنائے گئے اور بہت سے آدمی ان میں سے دم گھٹ کر مر جایا کرتے تھے اور باقیوں کو پھر گائے اور بھینسوں کی طرح ہانک کر جہازوں پر سوار کر دیا جاتا تھا۔ جہازوں کی جو حالت ہوتی تھی وہ ایسی خوفناک تھی کہ ان کے اپنے مؤرخین لکھتے ہیں کہ جہاز پر ایک بڑی تعداد میں وہ سفر کی صعوبتیں نہ برداشت کر سکنے کے نتیجے میں مر جایا کرتے تھے اور بہت ہی بُرے حال میں وہاں پہنچا کرتے تھے۔ پھر وہاں ان کو اس طرح ہانکا جاتا تھا جس طرح گائے بیل کو ہانکا جاتا ہے۔ سانٹے مار کر ان سے باقاعدہ مزدوریاں لی جاتی تھیں یا ان کی سواریاں چلاتے تھے، ان کے ہل چلاتے تھے۔ ہر قسم کے کام جو بالعموم انسان جانوروں سے لیتا ہے وہ ان سے بھی لیتا تھا تو جس قوم کی یہ تاریخ ہو آج وہ یہ اعلان کر رہی ہو کہ انسانیت اور اعلیٰ اخلاق کے نام پر ہم مجبور ہو گئے ہیں کہ کویت کی سرزمین کو بحال کرنے کے لئے ان کمزوروں کی مدد کریں ظلم و ستم ہو رہا ہے اس کے خلاف ہم علَم بلند کرنے پر مجبور ہو گئے ہیں کیونکہ ہماری اعلیٰ اخلاقی قدریں ہم سے یہ تقاضا کر رہی ہیں۔ اگر ہم نے یہ نہ کیا تو دنیا سے انسانیت مٹ جائے گی۔ اگر ہم نے ایسا نہ کیا تو دنیا سے ہر غریب اور کمزور ملک کا امن و امان اٹھ جائے گا۔ اس کی حفاظت کی کوئی ضمانت نہیں رہے گی۔ اگر یہ واقعۃً درست ہے اور اگرچہ بہت دیر میں خیال آیا ہے تو یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ بہت اچھا۔ اب اس نیک خیال کے نتیجے میں امریکہ خالی کر دو اور جو بیچارے چند بچے کھچے ریڈ انڈین رہ گئے ہیں ان کے سپرد ان کی دولت کر کے واپس اپنے اپنے پرانے آبائی ملک کی طرف لوٹ جاؤ، لیکن جب آپ یہ کہیں گے تو کہیں گے تم پاگل ہو گئے ہو، کیسی باتیں کرتے ہو؟ ان دونوں کے درمیان کوئی تعلق نہیں ہے۔ وہ اَور بات تھی یہ اَور بات ہے۔ اب اگر دو ایک جیسی باتوں کو "اَور بات" اور "اَور بات" کہہ کر رد کر دیا جائے تو اس کا کیا جواب ہے۔

آسٹریلیا کے قدیم باشندوں پر مظالم

برطانیہ جو امریکہ کے ساتھ سب سے زیادہ جوش دکھا رہا ہے۔ عراق کی مخالفت میں اور بار بار وہی دلائل دے رہا ہے۔ ان کا اپنا حال یہ ہے کہ جب انہوں نے آسٹریلیا پر قبضہ کیا تو وہ بھی ایک براعظم تھا اور اس معاملے میں امریکہ کے ساتھ بہت گہری مشابہت ہے۔ آسٹریلیا میں جو مظالم انگریز قابضوں نے توڑے ہیں وہ اتنے زیادہ خوفناک ہیں کہ امریکہ کے مظالم بھی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے۔ ایک نمایاں فرق آسٹریلین ABORIGINIES یعنی پرانے باشندوں اور امریکن باشندوں میں یہ تھا کہ امریکن باشندے لڑاکا قومیں تھیں، جنگجو قومیں تھیں اور بڑی بہادری کے ساتھ لڑ کر اپنے علاقوں کا دفاع کرنا جانتی تھیں اور بڑی عظیم الشان قربانیاں اس راہ میں دیتی تھیں لیکن آسٹریلیا کے ABORIGINIES بالکل امن پسند لوگ تھے اور ان بیچاروں کو لڑنا آتا ہی نہیں تھا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

ان کو انہوں نے جنگلوں میں اس طرح شکار کیا ہے جس طرح ہرن کا شکار کیا جاتا ہے اور شکار کرنے کے بعد جو بچ جاتے تھے ان کو پکڑ کر باقاعدہ آپریشنز کے ذریعے اس حال تک پہنچا دیتے تھے کہ آئندہ ان سے نسل پیدا ہی نہ ہو سکتی ہو اور بہت ہی وسیع پیمانے پر اور بڑے بھیانک طریق پر نسل کشی کی گئی ہے یہاں تک کہ ان قوموں میں سے جن میں ایک وقت میں ۶۰۰ الگ الگ زبانیں بولی جاتی تھیں۔ اب صرف چند زبانیں ہیں جن کا ریکارڈ رہ گیا ہے۔ اور ان قبائل کے بچے کھچے حصوں کے چند ایسے علاقے رہ گئے ہیں جہاں جس طرح چڑیا گھر میں جانور رکھے جاتے ہیں اس طرح ان کی حفاظت کی جا رہی ہے اور لوگوں کو ان کو دکھانے کے لئے کہ یہ وہ لوگ تھے جن سے ہم نے یہ ملک لیا ہے ان کا انتظام کیا جا رہا ہے کہ کم سے کم ان کی نسلیں باقی رہ جائیں۔ اب یہ برطانیہ کی تاریخ ہے۔ اس کے علاوہ ہندوستان میں جو کچھ کیا گیا جو افریقہ میں کیا گیا، ان سب باتوں کے ذکر کا وقت نہیں ہے مگر میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ اصول اور اخلاق کی جب بات کی جائے تو اصول اور اخلاق زمانے سے بالا ہوا کرتے ہیں اور وقت کے ساتھ بدل نہیں جایا کرتے

اقتصادی پابندیوں کا مسئلہ

اب (اقتصادی پابندیوں) SANCTIONS کی باتیں کرتے ہیں تو حال ہی کی بات ہے کہ ابھی جنوبی افریقہ کے خلاف اقتصادی پابندیاں عائد کی گئیں اور ان میں سالہا سال لگ گئے اور انہوں نے کوئی اثر نہ دکھایا یعنی نمایاں اثر نہ دکھایا۔ اس کے نتیجے میں یہ آواز بلند نہیں ہوئی کہ اقتصادی پابندیوں میں اتنی دیر ہو گئی ہے وہ کام نہیں کر رہیں اب ضرورت ہے کہ ساری دنیا مل کر جنوبی افریقہ پر حملہ کر دے اور خود مغربی ممالک نے خود انگلستان نے اُن اقتصادی پابندیوں کا بہت سے مواقع پر ساتھ نہیں دیا اور انگلستان کی رائے عامہ نے بھی اپنی حکومت کے خلاف آواز بلند کی مگر پرواہ نہیں کی گئی اور ان کے خلاف بھی کوئی قدم نہیں اٹھایا گیا۔ یہ کسی پرانی تاریخ کا حصہ نہیں۔ یہ آج کی تاریخ کی باتیں ہیں اور نہ یہ کسی نے آواز بلند کی جو قومیں اقتصادی پابندیوں سے ساتھ تعاون نہیں کر رہیں۔ ان کو زبردستی فوجی طاقت کے ساتھ اقتصادی پابندیوں کے مطابق کارروائی پر مجبور کر دیا جائے اور نہ یہ آواز بلند کی گئی کہ اقتصادی پابندیوں میں اتنی دیر ہو گئی ہے کام نہیں کر رہی اب اس کے متعلق کچھ اور کرنا چاہیئے لیکن عراق کے متعلق یہ دونوں باتیں بڑی شدت کے ساتھ اٹھتی رہیں۔ ایک تو یہ کہ SANCTIONS یعنی اقتصادی بائیکاٹ اتنا مکمل ہو کہ کچھ بھی وہاں نہ جا سکے۔ خوراک نہ جا سکے، ادویہ نہ جا سکیں۔ کوئی چیز کسی قسم کی وہاں داخل نہ ہو، نہ وہاں سے باہر نکل سکے اور ساتھ ہی اس سختی کے ساتھ اس کو نافذ کیا گیا کہ چاروں طرف سے عراق کی ناکہ بندی کر دی گئی بلکہ اُردن کی بھی ناکہ بندی کر دی گئی جس کے رستے سے یہ امکان تھا کہ یہ اقتصادی پابندی توڑ دی جائے گی۔ یا اس کے کسی حصے میں اس کی خلاف ورزی کی جائے گی۔ اس کے علاوہ ساتھ ہی اسرائیل کا اردن کے دریا کے مغربی کنارے پر قبضہ موجود ہے اس پر کوئی اقتصادی پابندی نہیں چلائی گئی اور جس قسم کے مظالم اسرائیل نے فلسطینیوں پر توڑے ہیں ان کے ذکر میں کوئی آواز اس کے خلاف بلند نہیں کی گئی۔ اگر وہی دلیل جو آج عراق کے خلاف دی جا رہی ہے وہاں بھی چسپاں کی جاتی تو آج سے بہت پہلے یہ مسئلہ حل ہو چکا ہوتا۔

دشمن سے اسی کے طریق پر لڑو

پھر جب آپ امریکہ کی تازہ تاریخ پر غور کرتے ہیں تو خود امریکن مصنفین کی لکھی ہوئی تاریخوں سے اور بعض اعداد و شمار پر مشتمل کتب سے معلوم ہوتا ہے کہ امریکہ نے سی آئی اے کے ذریعے آج کے زمانے میں تمام دنیا کے مختلف ممالک میں حسب ضرورت دخل دیا ہے اور (دہشت گردی) TERRORISM سے باز نہیں رہے۔ کسی قسم کی ظالمانہ کارروائیوں سے باز نہیں رہے اور وہاں اپنا حق سمجھا ہے کہ ہم جو چاہیں وہ کریں۔ ابھی حال ہی میں ایک کتاب شائع ہوئی ہے SECRET WARS OF THE PRESIDENT (سیکرٹ وارز آف دی پریذیڈنٹ) یا PRESIDENT'S SECRET WARS (پریذیڈنٹس سیکرٹ وارز) یعنی امریکہ کے پریذیڈنٹ کی خفیہ جنگیں اور اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ COVERT OPERATION یعنی مخفی کارروائیوں کی اصطلاح کے نیچے ہر قسم کے ظلم و ستم کی اجازت تھی جو چاہو کرو۔ جس کو چاہو قتل کرواؤ۔ جہاں چاہو پانیوں میں زہر ملا دو۔ خوراک کو گندا کر دو۔ عام بنی نوع انسان کے قتلِ عام سے بھی پرہیز نہ کرو۔ جو چاہو کرو مگر مخفی طریق پر ہو اور (تردید کرنے) DENIABILITY کی طاقت موجود رہے۔ یعنی یہ بھی ایک نئی اصطلاح ہے بڑی دلچسپ۔ DENIABILITY کا مطلب یہ ہے کہ ہمارے پریذیڈنٹ صاحب باوجود اس کے کہ عملاً ہر چیز کی اجازت دے رہے ہوں لیکن ان کے لئے یہ گنجائش باقی رکھی جائے کہ جب بعض باتوں کا علم ہو اور ان سے سوال کیا جائے کہ بتائیے کیا آپ کے حکم پر ایسا ہوا تھا تو وہ کہیں بالکل نہیں۔ میرے حکم پر ایسا نہیں ہوا۔ اور میں تحقیق کرواؤں گا۔ اس کا نام ہے DENIABILITY ۔ تو جو (دہشت گردی) TERRORISM یہ مسلمان ملکوں کی طرف منسوب کرتے ہیں اس سے ہزار گنا زیادہ TERRORISM اسرائیل تو الگ رہا خود امریکہ نے کیا ہوا ہے اور کر رہا ہے۔ آج بھی سی آئی اے۔ اسی طرح مصروفِ عمل ہے۔ کہیں فوجی انقلابات برپا کئے جا رہے ہیں۔ کہیں ویٹنام اور کوریا میں یا لاؤس میں یا گوئٹے مالا میں یا ایران میں جو ان کی کارروائیاں ہوئی ہیں آپ اس کتاب میں پڑھ کر دیکھیں تو آپ حیران رہ جائیں گے۔ وہ کتاب کسی مخالف کی نہیں بلکہ خود ایک امریکن مصنف کی ہے جس نے اور بھی اچھی کتابیں اس موضوع پر لکھی ہیں اور مستند کتابیں ہیں تو اب بتائیے وہ اصول کہاں گئے۔ صرف فرق یہ ہے کہ مسلمان ممالک بدقسمتی سے سادگی سے کام لیتے ہیں اور سادگی بھی اتنی جو بیوقوفی کی حد تک سادگی ہے۔ ڈپلومیسی کی زبان نہیں جانتے۔ بجائے اس کے کہ وہ بھی کہیں کہ ہم COVERT OPERATIONS کر رہے ہیں یعنی مخفی آپریشنز کر رہے ہیں۔ کھل کے کہتے ہیں ہم تم سے انتقام لیں گے۔ اے رشدی! ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ اے فلاں! اسلام اجازت نہیں دیتا کہ تم سے حسنِ سلوک کیا جائے۔ جس طرح چاہیں ہم تمہیں برباد کریں گے۔ ہاتھ کچھ ہوتا نہیں۔ ہتھیار ان لوگوں سے مانگتے ہیں۔ بناء اپنی ان قوموں پر ہے جن کے خلاف یہ بڑی بڑی باتیں کرتے ہیں اور اسی بناء کو اکھیڑنے کی دھمکیاں دے رہے ہوتے ہیں جس پر بیٹھے ہوتے ہیں۔ اسی بنیاد کو اکھیڑنے کی دھمکیاں دے رہے ہوتے ہیں جس پر انہوں نے اپنی عمارتیں تعمیر کی ہوئی ہیں محض بیوقوفی ہے اور صرف بیوقوفی نہیں بلکہ ظلم یہ ہے کہ یہ ساری چیزیں اسلام کی طرف منسوب کر کے کرتے ہیں۔ اور اسلام سے سچی محبت کرنے والوں سے ساری دنیا میں مصیبتیں کھڑی کر دیتے ہیں۔ ایک طرف یہ قومیں مظالم پر مظالم کرتی چلی جاتی ہیں۔ دنیا کے ساتھ جو چاہیں سلوک کریں۔ جہاں چاہیں اپنی حکومت چلائیں۔ جس ملک کے باشندوں کو جہاں چاہیں ملیا میٹ کر دیں۔ نیست و نابود کر دیں۔ صفحۂ ہستی سے مٹا ڈالیں لیکن زبان ایسی ہونی چاہیئے۔ اصطلاحیں ایسی ہونی چاہئیں جن کے پردے میں ہر قسم کی کارروائی کی اجازت ہے۔ تو ایک میرا پیغام تو عالم اسلام کو یہ ہے کہ ہوش کرو۔ عقل سے کام لو۔ جن قوموں سے لڑنا ہے اُن سے لڑنے کے انداز ہی سیکھ لو۔ وہ زبان ہی اختیار کرو جو زبان تمہارے متعلق یا دوسری قوموں کے خلاف وہ استعمال کرتے ہیں۔ بہرحال یہ تو ایک ضمنی بات تھی۔

ارضِ حجاز میں جارحیت کا ارتکاب

اب میں ایک تیسرے حصے کی طرف آتا ہوں۔ عراقی مؤقف اور مغربی مؤقف میں نے بیان کیا۔ دوسرے مسلمان ممالک نے بھی ایک مؤقف اختیار کیا ہے اور اکثریت نے سعودی عرب کے اس مؤقف کا ساتھ دیا ہے کہ اس موقع پر ضروری ہے کہ سب مسلمان ممالک مل کر یا زیادہ سے زیادہ تعداد میں مسلمان مل کر عراق کو مٹانے کا تہیہ کریں اور اس کوشش میں اکٹھے ہو جائیں لیکن صرف یہیں تک بات نہیں رہتی۔ اس سے آگے بڑھ کر یہ اعلان کیا جاتا ہے کہ یہ ارضِ حجاز مقدس زمین ہے اور مکہ اور مدینہ کی مقدس بستیاں یہاں موجود ہیں۔ آج صرف کویت کا مسئلہ نہیں ہے۔ آج مسئلہ ان بستیوں کی حفاظت کا مسئلہ ہے، ان بستیوں کے تقدس کی حفاظت کا مسئلہ ہے جن میں کبھی حضرت اقدس محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم سانس لیا کرتے تھے۔ وہاں آپ کے قدم پڑا کرتے تھے۔ پس اسے بہت ہی تقدس کا رنگ دے کر عام مسلمانوں کے جذبات کو ابھارا جاتا ہے۔ چنانچہ پاکستان کی طرف سے بھی بار بار اسی قسم کے اعلان ہوئے ہیں کہ اب ہم نے ارضِ مقدس کی حفاظت کے لئے دو ہزار سپاہی بھجوا دیئے، تین ہزار سپاہی بھجوا دیئے، پانچ ہزار سپاہی بھجوا دیئے اور ارضِ مقدس کے نام پر ہم یہ عظیم قربانی کر رہے ہیں۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ اس ارض کی اپنی تاریخ کیا ہے؟ اور وہ لوگ جو ارضِ مقدس کا نام لیکر اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم کے تقدس کے حوالے دے کر مسلمانوں کی رائے عامہ کو اپنے حق میں کرنے کی کوشش کر رہے ہیں ان کا اپنا کیا کردار رہا ہے؟

امر واقعہ یہ ہے کہ سعودیوں نے یعنی اس خاندان نے سب سے پہلے خود ارضِ حجاز پر بزورِ شمشیر قبضہ کیا تھا اور ۱۸۰۱ء میں سب سے پہلے یہ فوجی مہم شروع کی گئی اور اس خاندان کے جو سربراہ تھے ان کا نام عبدالعزیز تھا۔ لیکن عبدالعزیز کے بیٹے سعود تھے جو دراصل بڑی بڑی فوجی کارروائیوں میں بہت شہرت اختیار کر گئے اور بڑی مہارت رکھتے تھے۔ چنانچہ ان کی سربراہی میں ان حملوں کا آغاز ہوا۔ سب سے پہلے انہوں نے عراق میں پیش قدمی کی اور کربلائے معلیٰ پر قبضہ کیا۔ وہاں کے تمام مقدس مزاروں کو ملیا میٹ کر دیا، یہ مؤقف پیش کرتے ہوئے کہ یہ سب شرک کی باتیں ہیں اور ان میں کوئی تقدس نہیں ہے، اینٹ پتھر کی چیزیں ہیں ان کو مٹا دینا چاہیئے اور پھر کربلائے معلیٰ میں بسنے والے مسلمانوں کا جو

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اکثر شیعہ تھے، قتل عام کیا اور پھر بصرہ کی طرف پیش قدمی کی اور کربلائے معلی سے لے کر بصرہ تک کے تقریباً تمام علاقے کو تاخت و تاراج کرکے وہاں شہروں کو آگیں لگا دی گئیں، قتل عام کئے گئے، لوٹ مار کی گئی، ہر قسم کے مظالم جو آج عراق کی طرف منسوب کئے جاتے ہیں ان سے بہت زیادہ بڑھ کر، بہت زیادہ وسیع علاقے میں اسی خاندان نے عراق کے علاقے میں کئے لیکن وہاں سے طاقت پکڑنے کے بعد پھر ارض مقدس کی طرف رخ کیا اور طائف پر قبضہ کرلیا۔ ارض حجاز میں اور ۱۸۰۳ء میں یہ مکے اور مدینے میں داخل ہو گئے اور مکے اور مدینے میں داخل ہونے کے بعد وہاں قتل عام کیا گیا اور بہت سے مزار گرا دیئے گئے اور بہت سی مقدس نشانیاں اور مقامات مثلاً حضرت محمد مصطفی صلی اللہ علیہ وعلی آلہ وسلم کا مولد، حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا مولد وغیرہ اس قسم کے بہت سے مقدس حجرے اور مقامات تھے جن کو یا منہدم کردیا گیا یا ان کی شدید گستاخی کی گئی اور یہ ظاہر کیا گیا کہ اسلام میں ان ظاہری چیزوں کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ یہ سب شرک ہے اور جو خون خرابہ ہوا ہے اس کا کوئی معین ریکارڈ نہیں لیکن تاریخیں یہ لکھتی ہیں کہ بالکل نہتے اور بے ضرر اور مقابلے میں نہ آنے والے شہریوں کا بھی قتل عام بڑی بے دردی سے کیا گیا ہے۔

۱۸۱۳ء میں شریفان مکہ نے پھر اس علاقے کو سعودیوں سے خالی کروالیا اور پھر بیسویں صدی کے آغاز میں دوبارہ سعودیوں نے ارض حجاز پر یلغار کی اور اس دفعہ انگریزوں کی پوری طاقت ان کے ساتھ تھی۔ انگریزی جرنیل باقاعدہ ان کی پیش قدمی کی سکیمیں بناتے تھے اور انگریز ہی ان کو اسلحہ اور بندوقیں مہیا کرتے تھے اور انگریز ہی روپیہ پیسہ مہیا کرتے تھے اور باقاعدہ ان کے ساتھ معاہدے ہوچکے تھے۔ چنانچہ ۱۹۲۴ء میں دوبارہ سعودی خاندان ارض حجاز پر قابض ہوا اور اس قبضے کے دوران بھی بہت زیادہ مقدس مقامات کی بے حرمتی کی گئی اور قتل عام ہوا ہے۔ ۱۹۲۴ء میں انگریزوں کی تائید سے چونکہ یہ داخل ہوئے تھے اس لئے حال ہی میں جو بی۔ بی۔ سی نے ڈاکومنٹری (دستاویزی فلم) دکھائی۔ اس میں سے پہلے کی بھی انگریزی تائید کا ذکر کرتے ہوئے بی بی سی کے پروگرام پیش کرنے والے نے یہ مؤقف لیا کہ جس ملک پر سعودیوں نے ہماری تائید سے اور ہماری قوت سے قبضہ کیا تھا اب اس ملک کے دفاع کے لئے ہم پر ہی انحصار کرنے پر مجبور ہیں۔

پس اس نقطۂ نگاہ سے اگر دیکھا جائے تو بات بالکل اور شکل میں دکھائی دینے لگتی ہے۔ جو بھی حکومت اس وقت مقامات مقدسہ پر قابض ہے وہ انگریز کی طاقت سے قابض ہوئی تھی یا مغربی قوموں کی طاقت سے قابض ہوئی تھی اور اب دفاع کے لئے بھی ان میں یہ استطاعت نہیں ہے کہ ان مقامات کا دفاع کرسکیں اور مجبور ہیں کہ ان قوموں کو واپس اپنی مدد کے لئے بلائیں۔ اب انگریز کا تصور اس طرح کا نہیں جو اس سے پہلے کا تھا۔ تمام دنیا پر انگریز کی ایک قسم کی حکومت تھی۔ اب انگریز اور امریکہ ایک دوسرے کے ساتھ مدغم ہوچکے ہیں ان کے تصورات یکجا ہوچکے ہیں اور عملاً جو امریکہ ہے وہ انگریز ہے اور جو انگریز ہے وہ امریکہ ہے یعنی جو انگلستان ہے وہ امریکہ ہے اور جو امریکہ ہے وہ انگلستان ہے تو اس پہلو سے انگریز نے اپنی تاریخ کا ورثہ امریکہ کے سپرد کیا ہوا ہے اور یہی وجہ ہے کہ اس دور میں ان کے فیصلے ہمیشہ ایک ہوا کرتے ہیں۔ یورپ اس سے کچھ مختلف ہے لیکن اس تفصیل میں جانے کی بہرحال ضرورت نہیں ہے۔

مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کو کوئی خطرہ لاحق نہیں

خلاصۂ کلام یہ بنتا ہے کہ ارض مقدس اور مکہ معظمہ اور مدینہ منورہ کے احترام کی باتیں کرتے ہوئے جو عالم اسلام کو ان مقدس مقامات کے دفاع کے لئے اکٹھا کیا جارہا ہے یہ سب محض ایک دھوکہ ہے۔

ان مقدس مقامات کی حفاظت کے ساتھ دوسرے مسلمان ممالک کی فوجی شمولیت کا کوئی بھی تعلق نہیں ہے۔ نہ ان کی ضرورت ہے نہ اس کا تعلق ہے نہ فی الحال کوئی خطرہ لاحق ہے۔ اگر ان علاقوں کو خطرہ لاحق ہے تو غیر مسلموں سے لاحق ہو سکتا ہے۔ مسلمانوں سے اگر خطرہ لاحق ہو سکتا تھا وہ خطرہ تو خود سعودیوں سے لاحق ہوچکا ہے اور اس خطرے میں جب تک انہوں نے غیر مسلموں کی مدد نہیں لی اس وقت تک ان علاقوں پر قبضہ نہیں کرسکے۔ پس امر واقعہ یہی ہے کہ اب ان علاقوں کا دفاع بھی غیر مسلموں کے سپرد ہی ہوا ہوا ہے اور مسلمان دنیا شامل ہوں یا نہ ہوں اس دفاع سے اس کا کوئی تعلق نہیں یعنی اس امکانی دفاع سے۔ دفاع کا تو ابھی سوال ہی پیدا نہیں ہوا۔ امکان ہے۔ لیکن اگر آپ دیانتداری سے غور کریں تو اس بات کا کوئی احتمال ہی نہیں ہے کہ عراق سعودی عرب پر حملہ کردے۔ عراق کے پاس تو اتنی طاقت بھی نہیں کہ وہ ان بڑی بڑی طاقتوں کے اجتماعی حملے سے اپنے آپ کو بچا سکے اور سب دنیا تعجب میں ہے کہ یہ غیر متوازن حالت دیکھتے ہوئے صدر صدام حسین کس طرح یہ جرأت کرسکتے ہیں کہ بار بار امن کی ہر کوشش کو رد کرتے چلے جاتے ہیں اور جانتے ہیں کہ اس عظیم دباؤ کے نتیجے وہ اس طرح پیستے جائیں گے۔ جس طرح چکی کے اندر دانے پیسے جاتے ہیں اور ناممکن ہے کہ اتنی بڑی قوموں کی اجتماعی طاقت کے مقابل پر عراق کویت کا یا اپنے ملک کا دفاع کرسکے۔ جو عالمی فوجی ماہرین ہیں یہ اُن کی رائے ہے اور سب متعجب ہیں کہ یہ کیا ہورہا ہے۔ آخر صدر صدام حسین کے پاس وہ کیا بات ہے، کیا چیز ہے جس کی وجہ سے وہ صلح کی ہر کوشش کو رد کرتا چلا جارہا ہے تو امر واقعہ یہ ہے کہ ساری طاقتیں مغربی طاقتیں ہیں جنہوں نے اس علاقے میں کوئی کارروائی یا مؤثر کارروائی کرنی ہے یا کرسکتی ہیں۔ مسلمان ممالک کو اور وجہ سے ملایا گیا ہے اور اس وجہ کا مقامات مقدسہ کے تقدس سے کوئی دور کا بھی تعلق نہیں۔ صرف مسلمان ممالک کو ہی ٹوکن کے طور پر شامل نہیں کیا گیا، یورپ کے دوسرے ممالک کو بھی ٹوکن کے طور پر شامل کیا گیا ہے۔ جاپان پر بھی بڑا بھاری دباؤ ڈالا گیا کہ تم شامل ہوجاؤ اور اس طرح دنیا کی مشرق و مغرب کی دوسری قوموں کو بھی ساتھ شامل کرنے کی کوشش کی گئی۔ اُس کی وجہ یہ نہیں کہ اُن کی ضرورت تھی۔ اس کی وجہ یہ تھی کہ دنیا کے سامنے یہ قضیہ اس طرح پیش کیا جائے کہ ساری دنیا کی رائے عامہ اس ظالم کے خلاف ہے اس لئے ساری دنیا کی اس رائے عامہ کے احترام میں ہم جو شدید ترین کارروائی بھی کریں اُس کے اوپر حرف نہ آسکے۔ اگر عراق کے خلاف انتہائی ظالمانہ کارروائی کی جائے اور پاکستان بھی اس کارروائی میں حصہ ڈال کر شریک ہوا بیٹھا ہو اور مصر بھی شریک ہوا ہو اور ترکی بھی شریک ہوچکا ہو اور دیگر مسلمان ممالک بھی شریک ہوچکے ہوں تو وہ پلٹ کر کس طرح کہہ سکتے ہیں کہ تُو نے بڑا بھاری ظلم کیا ہے۔

آئندہ مظالم کے دفاع کی خاطر اتنے زیادہ ملکوں کو اکٹھا کیا گیا ہے

پس آئندہ اُن مظالم پر نکتہ چینی کے دفاع کے طور پر کہ دنیا ان پر نکتہ چینی نہ کرسکے جن کے منصوبے یہ پہلے سے بنائے بیٹھے ہیں۔ اتنا بڑا ہنگامہ برپا کیا گیا ہے اور اس طرح رائے عامہ کو اکٹھا کیا گیا ہے اور ملکوں کو مجبور کیا گیا ہے کہ تم بھی اس ظلم میں حصہ ڈالو خواہ تم آرام سے ایک طرف بیٹھے رہنا۔ چنانچہ بعض مسلمان ممالک جنہوں نے فوجیں بھیجی ہیں وہ کھل کر یہ کہہ رہے ہیں کہ بھئی ہم حملے میں تو شامل نہیں ہونگے۔ ہم تو صرف مقامات مقدسہ کی حفاظت کی خاطر مکے اور مدینے میں جا کے بیٹھیں گے۔ چنانچہ پاکستان نے بھی ایسا ہی ایک اعلان کیا ہے۔ یعنی مکے اور مدینے تک جو فوج پہنچ جائے گی اور تمام عالمی طاقتوں کو ملیامیٹ کرتے ہوئے پہنچے گی اس فوج سے بچانے کے لئے تم باقی رہ جاؤ گے۔ دراصل ان کو یہ بتایا گیا ہے کہ تمہیں گھبرانے کی کوئی ضرورت نہیں۔ تم تو امن کے ساتھ ہماری گود میں بیٹھو۔ ہماری حفاظت میں رہو۔ ہم صرف تمہارا نام چاہتے ہیں اور تمہاری شرکت کا نام چاہتے ہیں۔ اس لئے تم شریک بن جاؤ اور یہی ہمارے لئے کافی ہے۔ پس یہ ایک بہت بڑا خطرناک عالمی منصوبہ ہے اور اس منصوبے کو دنیا کے سامنے حسین طریق پر دھوکے کے ساتھ پیش کرنے کے یہ سارے ذرائع ہیں جو اختیار کئے جارہے ہیں۔

صرف کویت کو خالی کروانا مقصد نہیں ہے

اب پھر سوال اٹھتا ہے کہ صدر صدام حسین کیوں اس سیدھی سادھی کھلی ہوئی حقیقت کو جان نہیں سکتے، پہچان نہیں پارہے اور کیوں مصر ہیں کہ نہیں، ان شرائط پر میں کویت کو خالی کرنے کے لئے تیار نہیں۔ میں اور باتوں کے علاوہ یہ سمجھتا ہوں کہ صرف کویت کو خالی کرنا مقصود نہیں ہے۔ یہ فیصلہ کرچکے ہیں کہ ہر حالت میں عراق کو نہتا کردیا جائے گا اور بے طاقت بنا دیا جائے گا اور کویت سے نکلنا پہلا قدم ہے۔ اسی لئے اس کے بعد صرف یہ کہتے ہیں کہ ہم عراق پر حملہ نہیں کریں گے۔ یہ ساتھ نہیں کہتے کہ ہم عالمی بائیکاٹ ختم کردیں گے۔ اقتصادی بائیکاٹ ختم کردیں گے۔ یہ نہیں کہتے کہ ہم مزید دباؤ ڈال کر تمہارے کیمیائی کارخانے جو جنگوں میں ہلاکت خیز کیمیاوی مادے بنانے کے لئے استعمال ہوتے ہیں ان کو برباد نہیں کریں گے یا ان میں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دخل نہیں دیں گے ۔ یہ نہیں کہتے کہ ہم تمہاری ایٹمی توانائی کے مراکز کو ختم کرنے کے لئے تم سے مزید مطالبے نہیں کریں گے اور مزید دباؤ نہیں ڈالیں گے لیکن یہ نہ کہنے کے باوجود دبی زبان سے یہ اظہار جگہ جگہ ہوجاتا ہے کہ اس کے بعد کچھ کرنا ضرور ہے اور عراق خوب اچھی طرح سمجھتا ہے ۔ عراق جانتا ہے کہ محض کویت کا مسئلہ نہیں ہے۔ اگر میں کویت خالی بھی کردوں تو جن مقاصد کی خاطر یہ کویت کی حمایت کر رہے ہیں وہ مقاصد پورے نہیں ہوسکتے جب تک مجھے بالکل ناطاقت کرکے نہ چھوڑا جائے۔

پس عملاً صدر صدام حسین کے پاس دو راہیں نہیں بلکہ ایک ہی راہ ہے اور وہ راہ یہ ہے کہ اگر انہوں نے اپنے بد ارادے پورے کرنے ہی ہیں تو پھر اس حالت میں مرا جائے کہ مرتے مرتے ان کو بھی اتنا نقصان پہنچا دیا جائے کہ ہمیشہ کے لئے لولوں لنگڑوں کی طرح رہیں اور پھر پہلے جیسی طاقت اور پہلے جیسا تکبر باقی نہ رہے ۔ پس جہاں تک میں سمجھتا ہوں صدر صدام حسین اس وجہ سے بضد ہیں کہ تمہاری شرائط پر میں کویت خالی نہیں کروں گا ۔ ہوسکتا ہے کہ اب پیریز ڈی کوئیار ، اقوام متحدہ کے سیکرٹری جنرل جو وہاں جارہے ہیں اُن کے ساتھ گفت وشنید کے دوران کچھ باتیں کھل کر سامنے آئیں میں امید رکھتا ہوں کہ اگر پیریز ڈی کوئیار کی طرف سے ایسی گفت وشنید کا آغاز ہوجائے جس کے نتیجے میں بالآخر عراق کو یہ تحفظ دیا جائے اور یونائیٹڈ نیشنز کی طرف سے اس بات کی ضمانت دی جائے کہ اگر تم کویت کو خالی کردو تو اوّل تمام عرب مسئلے کو یکجائی صورت میں دیکھا جائے گا اور اقوام متحدہ اس کی طرف متوجہ ہوگی اور دوسرے یہ کہ اس کے بعد تمہارے ساتھ کسی قسم کی زیادتی نہیں ہوگی اور عالمی بائیکاٹ کو اٹھا دیا جائے گا اور تمہیں اپنے حال پر چھوڑ دیا جائے گا ۔ اگر یہ دو شرطیں ان کھلے الفاظ میں عراق کے سامنے رکھی جائیں تو میں یہ یقین رکھتا ہوں کہ ان شرطوں پر عراق صلح کرنے پر آمادہ ہوگا لیکن خطرہ مجھے یہ ہے کہ یہی دو شرطیں ہیں جو سب سے زیادہ اُن ممالک کے مزاج کے خلاف ہیں جن ممالک نے اس قبضے پر ساری دنیا میں ایک طوفان اٹھا رکھا ہے یہی وہ دو باتیں ہیں جو کسی قیمت پر ان کو قبول نہیں ہیں ۔ اگر عراق کی فوجی طاقت کو مٹا دینا اُن کے پیش نظر نہ ہوتا ، اگر اسرائیل کا تحفظ ان کے پیش نظر نہ ہوتا تو کویت پر قبضے کے نتیجے میں انہوں نے کبھی بھی شور نہیں ڈالنا تھا ۔ کویت کی کوئی بھی حیثیت نہیں ہے ۔ یہ دو بڑے مقاصد ہیں جن کی خاطر یہ سارا ہنگامہ کھڑا کیا گیا ہے اور کیسے یہ شرطیں مان جائیں گے جن سے خود یہ اپنے دو مقاصد کے اوپر تبر رکھ دیں گے اور ان مقاصد کو خائب وخاسر کردیں اور نامراد کردیں ۔

پس یہ ہے آخری خلاصہ صورت حال کا ، جماعت احمدیہ کو میں متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ جیسا کہ میں نے شروع میں بات کھول کر بیان کی ہے ہم قومی اختلافات یا مذہبی اختلافات کے نتیجے میں بھی کسی تعصب کو اپنے دل میں جگہ نہیں دے سکتے اور کسی تعصب کی بناء پر ہم فیصلے نہیں کرسکتے کیونکہ ہم دل وجان سے اس بات کے قائل ہیں کہ ہر وہ شخص جو تعصب کو اپنے دل میں جگہ دے یا تعصبات کے نتیجے میں فیصلے کرے وہ صحیح معنوں میں (صاحب ایمان) اور (مُوحد) کہلانے کا مستحق نہیں رہتا تعصبات اور (دین حق) کو ایسا ہی بُعد ہے جیسے شرق وغرب کو آپس میں بُعد ہے اور حقیقی (دین حق) کا تقاضا یہی ہے کہ ہر فیصلہ خدا کی ذات کو پیش نظر رکھ کر کیا جائے اور اسی کا نام تقویٰ ہے ۔ تقویٰ ہر چیز کی بنیاد ہے ۔ ہر اسلامی قدر تقویٰ پر مبنی ہے اور تقویٰ کا حسن یہ ہے کہ تقویٰ خود اپنی ذات میں کسی مذہب کی اجارہ داری نہیں بلکہ تقویٰ ایک ایسی چیز ہے جو ہر مذہب کا مرکزی نقطہ ہونا چاہیئے اور ہر مذہب کی تعلیم کو اس مرکزی نقطے کے گرد گھومنا چاہیئے ۔ تقویٰ کا مطلب ہے : ہر سوچ خدا کی مرضی کے تابع کردو اور ہر فیصلہ کرنے سے پہلے یہ دیکھو کہ خدا تم سے کیا چاہتا ہے ۔

تمام بنی نوع انسان کیلئے دُعائیں کریں

پس جماعت احمدیہ سے میں توقع رکھتا ہوں کہ تقویٰ کو پیش نظر رکھتے ہوئے اول تو تمام بنی نوع انسان کے لئے دعائیں کریں کہ اللہ تعالےٰ انسانوں کو تقویٰ سے عاری فیصلوں کے نتیجے میں اُن عذابوں میں مبتلا نہ فرمائے جو عام طور پر ایسے حالات میں مقدر ہوجایا کرتے ہیں بلکہ غیر معمولی طور پر ان کے دلوں پر تسلط فرمائے اور ان کو توبہ کرنے کی توفیق بخشے اور اصلاحِ احوال کی توفیق بخشے اور سچائی کی طرف لوٹ آنے کی توفیق بخشے ۔ کُل عالم کے لئے یہ دعا کرنی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ دنیا کو امن عطا کرے اور امن سے مراد صرف ظاہری امن نہیں بلکہ امن سے مراد دل اور دماغ کا امن ہے کیونکہ میں قطعی طور پر اس بات کو ایک ٹھوس حقیقت کی طرح دیکھ رہا ہوں کہ دنیا کا امن دل اور دماغ کے امن پر منحصر ہے ۔ وہ بنی نوع انسان جن کے دل امن میں نہ ہوں، جن کے دماغ امن میں نہ ہوں ان کا عالمی ماحول امن میں نہیں رہ سکتا ۔ یا ان سے دنیا کو خطرہ ہوگا یا دنیا سے ان کو خطرہ ہوگا ۔ پس دماغ کے خلل اور دل کے خلل کے نتیجے میں بیرونی خلل واقعہ ہوا کرتے ہیں ۔ پس یہ دُعا کریں کہ اللہ تعالےٰ ان کی سوچوں کی اصلاح فرمادے ان کے دلوں کی اصلاح فرمادے ۔ ان کے معاشرے کی اصلاح فرمادے اور ان کے دل اور دماغ کو امن عطا کرے تاکہ بنی نوع انسان کو بحیثیت مجموعی امن نصیب ہو ۔ اس موجودہ تعلق میں خصوصیت کے ساتھ یہ دعا کریں کہ اللہ تعالےٰ مسلمان ممالک کو اب بھی عقل دے اور وہ اس ظلم میں غیر مسلم قوموں کا شریک نہ بنیں کہ ان کے اعلیٰ مقاصد کی خاطر جو ان کے مفادات سے تعلق رکھتے ہیں ایک عظیم مسلمان طاقت کو ملیامیٹ کردیں اور اپنے اپنے انگوٹھے اس فیصلے پر ثبت کردیں اور تاریخ عالم میں ہمیشہ کے لئے ایک ایسی قوم کے طور پر لکھے جائیں جنہوں نے اپنی زندگی کے نہایت منحوس فیصلے کئے تھے ایسے فیصلے کئے تھے جو بدترین سیاہی سے لکھے جانے کے لائق بنتے ہیں ۔ جس کے نتیجے میں دنیا کے اندر ایسے تغیرات برپا ہونے ہیں اور آئندہ لکھنے والا لکھے گا ۔ کہ ہو چکے کہ ان فیصلوں کے بعد پھر دنیا کا امن ہمیشہ کے لئے اٹھ گیا اور امن کے نام پر جو جنگ لڑی گئی تھی اس نے اور جنگوں کو جنم دیا اور ساری دنیا میں بدامنی پھیلتی چلی گئی مورخ نے یہ باتیں جو بعد میں لکھنی ہیں یہ آج ہمیں دکھائی دے رہی ہیں کہ کل ہونے والی ہیں ۔ اگر مسلمان ممالک نے ہوش نہ کی اور بروقت اپنے غلط اقدامات کو واپس نہ لیا اور اپنی سوچوں کی اصلاح نہ کی ۔ بہرحال اگر یہ انہی باتوں پر قائم رہے تو عراق مٹتا ہے یا نہیں مٹتا ۔ یہ تو کل دیکھنے کی بات ہے مگر اس سارے علاقے کا امن ہمیشہ کے لئے مٹ جائے گا ۔ کبھی دوبارہ عرب اُس حال کو واپس نہیں لوٹ سکیں گے ۔ اسرائیل پہلے سے بڑھ کر طاقت بن کر ابھرے گا اور اسرائیل کے خلاف کسی قسم کی کارروائی کے متعلق کوئی عرب طاقت سوچ بھی نہیں سکے گی ۔ کم سے کم ایک لمبے عرصے تک اور اس کے نتیجے میں تمام دنیا میں شدید مالی بحران پیدا ہوں گے اور چونکہ آج کل دنیا کے ترقی یافتہ ممالک خود مالی بحران کا شکار ہیں اس لئے تیسری دنیا کے مالی بحران کے نتیجے میں ایسے سیاسی اثرات پیدا ہوں گے کہ اور جنگیں چھڑیں گی اور دنیا کا امن دن بدن برباد ہوتا چلا جائے گا ۔ مختصراً یہ کچھ ہے جو آئندہ پیش آنے والا ہے ۔ اگر آج مسلمان ممالک نے اصلاح احوال نہ کی ۔

مغربی مفکرین بار بار یہ بات دہراتے چلے جا رہے ہیں کہ اب بال (گیند) عراق کی کورٹ میں ہے اور صدر صدام کے ہاتھ میں ہے ۔ اس بال کو کس طرف ہٹ لگائے جنگ کی طرف یا امن کی طرف حالانکہ یہ بات درست نہیں ہے ۔ صدر صدام کے ہاتھ آپ لوگوں نے اس طرح باندھ رکھے ہیں اور اس معاملے کو اس طرح اٹھایا ہے کہ اس کے لئے اب حقیقت میں کوئی دوراہے پر کھڑے ہونے والا معاملہ نہیں ہے بلکہ ایک ہی راہ پر کھڑا ہے جس میں آگے بڑھے تو تب بھی ہلاکت ہے پیچھے ہٹے تو تب بھی ہلاکت ہے ۔ آگے بڑھے تو ہلاکت اس رنگ میں ہوگی کہ اچانک تیز ہلاکت لیکن ساتھ دشمن بھی بہت حد تک شدید نقصان اٹھائے گا ۔ پیچھے ہٹے تو دم گھونٹ کر مارا جائیگا ۔ اس لئے صدر صدام حسین کو تو آپ نے دوراہے پر لا کر نہیں کھڑا کیا ہوا بلکہ دوسری راہ اس سے منقطع کردی ہے ۔ اگر باعزت سمجھوتے کی کوئی راہ اسکے سامنے کھولی ہوتی تو پھر وہ یہ فیصلہ کرسکتا کہ جنگ کی راہ اختیار کروں یا امن کی راہ اختیار کروں ۔ اب تو فیصلہ یہی ہے کہ ایک دم مر مٹنے کی راہ اختیار کروں ۔ اور عزت کے ساتھ مر جانے کی راہ اختیار کروں یا ذلت کے ساتھ دم گھونٹ کر مارا جاؤں ۔

فیصلہ مسلمان ممالک کے ہاتھ میں ہے

ہاں ! بال جو ہے دراصل صدر صدام کی کورٹ میں نہیں ہے ۔ وہ مسلمان ممالک کی کورٹ میں ہے ۔ اگر مسلمان ممالک اس صورت حال کو صحیح سمجھ سکیں اور آج نہ سہی کل کے مؤرخ کے قلم سے بچنے کے لئے اور تاریخ جو ان پر تعزیر لگائے گی اس سے بچنے کی خاطر ہی سہی اگر وہ اپنے فیصلے پر نظرثانی کریں اور یہ اعلان کردیں کہ عراق سے نپٹنا ہوگا تو ہم نپٹیں گے مغربی طاقتیں ہمارے ممالک کو خالی کردیں اور اگر کوئی مدد کرنی ہے تو ہتھیاروں کے ذریعہ جس طرح پہلے بھی مدد کی جاتی ہے ۔ عراق کی بھی مدد کرنے دو اور اس طرح ہماری مدد کرو اور اس معاملے کو ہمارے حال پر چھوڑ دو ہم اس سے خود نپٹیں گے ۔ اگر آج یہ اعلان کر

Digitized by Khilafat Library Rabwah

دیں تو مغربی طاقتوں کے پاس کوئی بھی عذر باقی نہیں رہتا کہ وہ زبردستی عراق پر حملہ کریں اور اگر پھر بھی وہ کریں تو پھر یہ بات اتنی آسان نہیں رہے گی۔ تمام عرب میں اور تمام عالم اسلام میں مغربی ممالک کے خلاف بغاوت شروع ہو جائے گی۔ پس یہ اصل صورتِ حال ہے۔ دعا یہ کریں کہ مسلمان ممالک کو اللہ تعالیٰ عقل عطا فرمائے۔ صحیح سوچ اختیار کرنے کی توفیق بخشے اور جرأت مندانہ ایسا فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائے جس کے نتیجے میں غیر قوموں کو عالم اسلام میں دخل اندازی کا بہانہ نہ رہے لیکن یہ بھی مجھے نظر نہیں آرہا اور جس حد تک یہ لوگ آگے بڑھ چکے ہیں میں سمجھتا ہوں کہ اس کی بناء بڑی شدید قسم کی خود غرضی ہے۔ جس کی وجہ سے اسلام تو محض دور کی بات ہے عرب تعلقات بھی ان کی سوچ کی راہ میں بالکل حائل نہیں ہو رہے اور اپنی ہمسائیگی کا بھی قطعاً کوئی خیال نہیں اور یہ خطرہ بھی نہیں کہ عرب دنیا پر کیا گزرے گی۔ یہ ساری چیزیں دور کی باتیں ہیں۔ بنیادی طور پر اپنے ذاتی مفاد کا جو تقاضا ہے وہ ہر دوسری فکر پر غالب آچکا ہے۔ اگر آپ نے غور کیا ہو تو آپ یہ معلوم کر کے حیران ہوں گے کہ پندرہ جنوری کی تاریخ پر آخر اتنا زور کیوں دیا جا رہا ہے۔ پندرہ جنوری کوئی خدا نے تاریخ مقرر فرمائی ہے؟ یہ ہو کیا رہا ہے؟ چند مہینے پہلے تم کہہ رہے تھے کہ اقتصادی پابندیاں لگائی گئی ہیں ایک سال کے اندر اندر یہ اقتصادی پابندیاں کام کریں گی اور یقیناً کریں گی چھ مہینے تک ہو سکتا ہے پورے نتیجے ظاہر نہ ہوں۔ اس قسم کی کھلی کھلی باتیں امریکہ کیا کرتا تھا اور دوسرے مغربی مفکرین بھی ایسے ہی تخمینے پیش کرتے تھے۔ اب اچانک یہ کیا ہو گیا ہے کہ اگرچہ ان اقتصادی پابندیوں نے کام شروع کیا اور اس کی تکلیف بھی عراق کو پہنچی تو بجائے اس کے کہ انتظار کرو اور عراق کو اور کمزور ہونے دو اور اگر حملہ کرنا ہے تو اس وقت کرو۔ اب اتنی جلدی کس بات کی پڑ گئی۔ ۱۵ جنوری کی تاریخ کا کیا تعلق ہے۔

میں نے غور کیا ہے اور میں سمجھتا ہوں اس کا تعلق سعودی عرب اور اس کے ساتھیوں کی خود غرضی سے ہے۔ اس ساری جنگ کا بل تو سعودی عرب نے ادا کرنا ہے۔ اور یہ سعودی عرب بے شمار امیر ہونے کے باوجود اندر سے سخت کنجوس ہے۔ ان کو بلینز اربوں کے جو بل ادا کرنے پڑ رہے ہیں انہوں نے حساب لگایا ہوگا کہ اگر اقتصادی پابندیوں کا انتظار کیا جائے تو جب تک عراق کا صفایا ہوتا ہے اس وقت تک ہمارا بھی صفایا ہو چکا ہوگا۔ ہمارے سارے بینک بیلنس ختم ہو چکے ہوں گے۔ اسلئے ان کو بڑی سخت افراتفری پڑی ہے اور یہ خطرہ لاحق ہو گیا ہے کہ ہم تو اس عرصے میں کنگال ہو جائیں گے تو انہوں نے دباؤ ڈالا ہے اور امریکہ یہ بات کھل کر لوگوں کے سامنے پیش نہیں کر سکتا کہ کون دباؤ ڈال رہا ہے۔ صدر بش خود اپنے ملک میں ذلیل ہو رہا ہے کانگرس بار بار اس سے سوال کر رہی ہے کہ تم کل یہ باتیں کر رہے تھے۔ اقتصادی پابندی یوں چلے گی اور ووں چلے گی اور ایک سال کا عرصہ گزرے گا اور عراق گھٹنے ٹیکنے پر مجبور ہو جائے گا۔ اب اچانک تم نے سارے فیصلے بدل دیئے اور لڑائی کے سوا بات ہی کوئی نہیں کرتے۔ اب صدر بش کسطرح کہے کہ بھئی ہم تو MERCENARIES بنے ہوئے ہیں۔ ہم تو کرائے کے فوجی ہیں اور ہمارا مالک ہمیں حکم دے رہا ہے جس نے ہمیں کرائے پر رکھا ہوا ہے وہ کہتا ہے کہ بھئی جلدی کرو میں اس سے زیادہ بل برداشت نہیں کر سکتا تو اصل صورتِ حال یہ ہے۔

پس جب میں نے کہا کہ بال اب مسلمان ممالک کی کورٹ میں ہے تو ایک تو عمومی نظریئے کے طور پر کہا، وہ میں نے آپ کے سامنے بیان کیا ہے۔ دراصل بنیادی بات یہ ہے کہ سعودی عرب کے ہاتھ میں فیصلہ ہے اور اس کے جو MOUNTING BILLS ہیں، اس کے بڑھتے ہوئے جنگی اخراجات ہیں وہ اسے مجبور کر رہے ہیں کہ جلدی یہ فساد بیچ میں سے ختم ہو اور پھر ہم اصل صورتِ حال کی طرف لوٹیں مگر بڑی بے وقوفی ہے ان کی جو یہ سوچ رہے ہیں کہ اصل صورتحال کی طرف واپس لوٹیں اصل صورت حال کا تو نام و نشان مٹ چکا ہوگا۔ اگر عراق مٹایا گیا تو اسکے ساتھ ماضی کی ساری تاریخ ملیا میٹ کر دی جائے گی۔ عرب ممالک کے مزاج بدل چکے ہوں گے۔ عرب قوموں کی سوچیں بدل چکی ہوں گی اور نئے حالات میں نئے زمانے پیدا ہوں گے اور بیوقوفوں والی خواہیں دیکھنے والے یہ لوگ جو چاہتے ہیں کہ جلد قضیئے سے نپٹیں اور اصل حالات کی طرف واپس لوٹیں کبھی بھی کسی اصل کی طرف واپس نہیں لوٹیں گے بلکہ تاریخ انہیں دھکیلتی ہوئی آگے بڑھاتی چلی جائے گی اور آئندہ نہایت خطرناک قسم کے حالات ہیں جو ان کو درپیش ہوں گے۔ اور ان سے یہ بچ نہیں سکیں گے۔ یہ تو ایسی لہروں پر سوار ہو چکے ہیں جیسے پہاڑی ندی نالے زیادہ تیز اترائی میں چلتے ہیں تو ان کے منہ سے جھاگیں نکلتی ہیں۔ ان کے اوپر مضبوط سے مضبوط کشتی یا جہاز بھی ہو تو تنکوں کیطرح اس سے یہ موجیں کھیلتی ہیں۔ اور خاص طور پر جب یہ ندیاں آبشاروں کی صورت میں چٹانوں سے نیچے اترتی ہیں تو بڑی سے بڑی مضبوط چیزوں کے بھی پرخچے اڑا دیتی ہیں پرزہ پرزہ کر ڈالتی ہیں۔

ہم بہت کمزور ہیں لیکن دعا کر سکتے ہیں

پس یہ زمانے کی طاقتور لہریں ہیں جن پر یہ سوار ہو چکے ہیں اور ان سے واپسی اب ان کے لئے ممکن نہیں صرف ایک راہ واپسی کی ہے کہ تقویٰ اختیار کریں۔ اپنے فیصلے خدا کو پیش نظر رکھ کر کریں۔ امت مسلمہ کا عمومی مفاد پیش نظر رکھیں اور اپنے ذاتی مفاد کو قربان کرنے پر تیار ہوں۔ اگر یہ ایسا کریں گے تو (اللہ نے چاہا تو) عالم اسلام کے لئے ایک نیا عظیم الشان دور رونما ہوگا۔ وہ بھی ایک نیا دور ہوگا۔ جو پہلے جیسا نہیں کیونکہ پہلے کی طرف تو اب کبھی واپس نہیں جا سکتے مگر ایک ایسا دور ہوگا جو گزشتہ ادوار سے ہزاروں گنا بہتر ہوگا اور بہتر ہوتا چلا جائے گا۔ پس میں امید رکھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان کو عقل دیگا اور اگر امید نہیں تو دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو غیر معمولی طور پر عقل عطا فرمائے اور احمدیوں کو متوجہ کرتا ہوں کہ ہم بہت کمزور ہیں لیکن ہم دعا کر سکتے ہیں۔ دعا کرنا جانتے ہیں۔ دعاؤں کے پھل ہم نے کھائے ہوئے ہیں اور کھاتے ہیں۔ پس جب نمازوں میں (ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ سے ہی مدد چاہتے ہیں) کی دعا کیا کریں تو خصوصیت کے ساتھ موجودہ حالات کو پیش نظر رکھتے ہوئے خدا تعالیٰ سے یہ عرض کیا کریں کہ مکّے اور مدینے کی بستیوں کا تقدس تو عبادت سے وابستہ ہے اور ہمیشہ عبادت سے وابستہ رہے گا۔ یہ بستیاں اسلئے مقدس ہیں کہ ان بستیوں میں ابراہیمؑ اور محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم نے عبادتیں کی ہیں۔ پس آج اس دنیا میں ان عبادتوں کو زندہ کرنے والے ہم تیرے عاجز غلام ہیں۔ اس شان کے ساتھ نہیں مگر جس حد تک بھی توفیق پاتے ہیں ہم ان عبادتوں کو اسی طرح زندہ کرنے کی کوشش کر رہے ہیں۔ پس اے ہمارے معبود! ہماری عبادتوں کو قبول فرما اور ہماری مدد فرما اور آج اگر تو نے عبادت کرنیوالوں کی مدد نہ کی تو دنیا سے عبادت اٹھ جائے گی۔ اور دنیا سے عبادت کا ذوق اٹھ جائے گا۔ پس تو ہماری التجاؤں کو قبول فرما......... ہم صرف تیری ہی عبادت کرتے ہیں۔ دنیا کی کسی قوم کی طرف نہیں دیکھ رہے تیری طرف دیکھ رہے ہیں۔ تیرے حضور جھک رہے ہیں تو مدد فرما۔ اگر ہماری یہ دعا قبول ہو جائے اور اگر دل کی گہرائیوں سے اٹھے اور تمام دنیا سے احمدی یہ دعائیں کر رہے ہوں تو ہرگز بعید نہیں کہ یہ دعا قبول ہو جائے تو پھر آپ دیکھیں گے کہ (اللہ نے چاہا تو) بال کسی کی کورٹ میں نہیں رہے گا۔ بال تقدیرِ الٰہی کی کورٹ کی طرف واپس چلا جائے گا اور آپ کی دعائیں ہیں جن کا ہاتھ تقدیرِ الٰہی پہ پڑتا ہے یا جن کا ہاتھ تقدیرِ الٰہی کے قدموں کو چھوتا ہے اور پھر تقدیرِ الٰہی آپ کی دعاؤں کے ساتھ ساتھ رنگ بدلتی چلی جاتی ہے۔ اب دنیا کو یہ بدلتے ہوئے رنگ دکھا دیں اور دنیا کو بتا دیں کہ خدا آپ کا ہے اور آپ جس کے ساتھ ہیں۔ خدا اسکے ساتھ ہوگا۔

دین کی ضرورت کو دیکھ کر قربانی کرو

سیّدنا حضرت فضل عمر (اللہ تعالیٰ ہمیشہ آپ سے راضی رہے) فرماتے ہیں:

"صاحبِ ایمان کو چاہیئے کہ جس قدر بھی اس سے ہو سکے۔ قربانی کرے لیکن ہو سکنے کا فیصلہ اپنے دل سے نہیں کرنا چاہیئے بلکہ یہ دیکھنا چاہیئے کہ اس وقت دین کو کس قدر قربانی کی ضرورت ہے اور وہ اس سے کیسی قربانی کا مطالبہ کر رہا ہے۔ کیونکہ خدا تعالیٰ کی طرف سے کوئی دینی ضرورت ایسی نہیں پیدا کی جاتی کہ جس کے پورا کرنے کے لئے اس وقت کے لوگوں میں طاقت اور ہمّت نہ ہو۔ بلکہ ایسی ہی پیدا کی جاتی ہے جس کو لوگ پورا کر سکیں۔ اس لئے دین کی ضرورت کو دیکھ کر قربانی کرنی چاہیئے اور یہ وسوسہ ہرگز دل میں نہ آنے دینا چاہیئے کہ ہم نے بہت کچھ کر لیا ہے۔ اب کرنے کی ضرورت نہیں یا ہم کر نہیں سکتے۔"

(الفضل ۶۔ اکتوبر ۱۹۱۷ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مرتبہ ___ غلام مصطفےٰ تبسم

کھیل اور کھلاڑی

○ یو بی ایل کے فارورڈ آصف باجوہ ۳۹ ویں قومی ہاکی چیمپئن شپ کے ٹاپ اسکورر رہے۔ انہوں نے ۷ گول کئے جبکہ زاہد شریف، فرحت خان، شہباز خان، عارف بھوپالی اور ظاہر زمان نے ۵، ۵ گول کئے۔ چیمپئن شپ میں مجموعی طور پر ۱۰۱ گول ہوئے جبکہ ۲۰۸ پینلٹی کارنر اور ۹ پینلٹی اسٹروک کے علاوہ ۱۸۷ کارنر دیئے گئے ۳۳ گرین اور ۵ یلو کارڈ دکھائے گئے جبکہ صرف ایک ہیٹ ٹرک بنی۔

○ ۶۸ ویں پنجاب گیمز ۹۱ء ۲۳ سے ۲۵ فروری کو اقبال پارک سپورٹس کمپلیکس میں ہونا تھیں۔ پنجاب اولمپک ایسوسی ایشن کے سیکرٹری کے ایک بیان کے مطابق یہ کھیلیں بعض ناگزیر وجوہات کی بناء پر ملتوی کر دی گئی ہیں۔

○ ولنگٹن کلاسک ومنز ٹینس ٹورنامنٹ سوویت یونین کی لیلی مخائی نے چیکوسلواکیہ کی اینڈریا سٹرینڈا کو ۶-۳، ۶-۷، ۳-۷، اور ۲-۶ سے شکست دے کر جیت لیا ڈبل فائنل بھی ٹاپ سیڈز آسٹریلیاء کی جوانیا اور نیوزی لینڈ کی جولی رچیرڈسن نے برطانیہ کی بلنڈ البورنیو اور کلیئر ووڈ کو ۶-۲، ۵-۷، ۶-۷ سے شکست دے کر جیت لیا۔

○ ٹیری نورس نے شوگر رے لیونارڈ کو ہرا کر اپنا اعزاز دوبارہ حاصل کر لیا۔ ٹیری نورس نے ۱۲ راؤنڈ بغیر کوئی راؤنڈ گنوائے جیتے اور ورلڈ باکسنگ کونسل سپر ویلٹر ویٹ کراؤن کا اپنا اعزاز دوبارہ حاصل کر لیا۔ لیونارڈ کی دس سال سے زائد عرصہ میں یہ پہلی شکست تھی۔

○ پاکستان ایمچور باکسنگ فیڈریشن کے ایک ترجمان کے مطابق مختلف بین الاقوامی مقابلوں میں نمائندگی کیلئے ممکنہ پاکستانی باکسرز کے انتخاب کے لئے ۱۳ سے ۱۵ مارچ کے دوران ٹرائلز منعقد کیے جائیں گے مختلف کیٹیگریز کے ٹرائلز میں شرکت کے لئے پنجاب، سندھ، سرحد اور بلوچستان، پاک آرمی اور پاک نیوی کے علاوہ پاک فضائیہ کے باکسرز بھی حصہ لیں گے۔

○ چھٹا آل پاکستان سونا ہاکی ٹورنامنٹ شروع ہو گیا۔ اس ٹورنامنٹ میں واپڈا، ریلوے، کسٹمز، پاکستان سٹیل، پاکستان ٹیلی ویژن سمیت ۲۱ ٹیمیں حصہ لے رہی ہیں۔

○ ولز پیٹرنز ٹرافی گریڈ ٹو کے میچ اب ۴ مارچ سے شروع ہوں گے یہ میچ ۷ مارچ تک جاری رہیں گے۔ قبل ازیں یہ مقابلے ۱۲ فروری سے شروع ہونا تھے۔ ولز پیٹرنز ٹرافی کا سیمی فائنل ۸ سے ۱۰ مارچ اور فائنل ۱۲ سے ۱۵ مارچ تک کھیلا جائے گا۔ اس ٹرافی کے دوسرے راؤنڈ کے ۱۶ سے ۱۸ شرح سے شروع ہونے والے میچ سابقہ شیڈول کے مطابق ہی کھیلے جائیں گے۔

○ انٹر یونیورسٹی فٹ بال چیمپئن شپ میں بہاؤالدین ذکریا یونیورسٹی نے این ای ڈی کراچی کو ایک کے مقابلہ میں ۹ گول سے ہرا دیا۔ کراچی کی جانب سے واحد گول عمر عالم نے کیا۔ ملتان کے منیر احمد نے ہیٹ ٹرک سمیت چار گول کئے۔ اسلامیہ یونیورسٹی بہاولپور نے سندھ زرعی یونیورسٹی کو ۹ کے مقابلہ میں ۲ گول سے ہرا دیا۔ کراچی یونیورسٹی اور مہران یونیورسٹی کا میچ گول کے بغیر برابر رہا۔

○ لاہور ڈسٹرکٹ ہاکی ایسوسی ایشن کے زیر اہتمام انٹر کلب چیمپئن شپ ۱۴ فروری سے نیشنل سٹیڈیم میں شروع ہو گی۔ جس میں لاہور کی ۱۲ ٹیمیں حصہ لیں گی لوٹرنامنٹ

جامعہ نصرت برائے خواتین ربوہ

جلسہ سالانہ عطائے اسناد و انعامات

۱۹۸۸ء اور ۱۹۸۹ء ۲۲ فروری بروز جمعۃ المبارک کالج ہال میں بوقت ۲/۱ ۲ بجے منعقد ہو رہا ہے۔ اس تقریب کی صدارت ازراہ شفقت و عنایت ملک کی نامور ادیبہ، مصنفہ محترمہ بانو قدسیہ صاحبہ نے منظور فرمائی ہے۔ ان سالوں میں بی اے پاس کرنے والی طالبات کی اطلاع کے لئے عرض ہے کہ

۱:۔ ڈگری لینے کے لئے ۲۱ فروری بوقت ۲ بجے بعد دوپہر ریہرسل میں شامل ہونا ضروری ہے۔ بصورت دیگر اصل تقریب میں شامل نہیں کیا جائے گا۔

۲:۔ گاؤن اور ہڈ کا انتظام خود کریں اگر کالج سے حاصل کرنا چاہتی ہیں تو کم از کم تین روز قبل اطلاع دیں۔

۳:۔ اولڈ سٹوڈنٹس کا سالانہ اجلاس ۲۳ فروری بروز ہفتہ صبح ۱۰ بجے ہو گا۔ صاحبزادی امۃ القدوس صاحبہ اور مس رفعت شہناز صاحبہ سے رابطہ کریں۔

پرنسپل جامعہ نصرت ربوہ

خبریں

ملکی خبریں

○ لاہور ہائی کورٹ کے ایک جج مسٹر جسٹس خلیل الرحمٰن نے ایک درخواست ضمانت کی سماعت کے دوران پولیس کی من مانی کارروائیوں اور اختیارات سے تجاوز کا نوٹس لیتے ہوئے قرار دیا کہ پولیس کے ہاتھوں ہمارے بچوں کی زندگیاں قطعی غیر محفوظ ہیں۔ لوگ ایس پی اور آئی جی کی سطح کے افسروں پر بھی اعتماد نہیں کرتے۔

○ قائد حزب اختلاف بے نظیر بھٹو چار ہفتے کا غیر ملکی دورہ مکمل کر کے پیر کے روز کراچی پہنچ گئیں۔ وہ خلیج کے بارہ میں اپنی پارٹی کے رہنماؤں سے صلاح مشورہ کریں گی۔ یاد رہے کہ امریکی ٹیلی ویژن کو دئے گئے ان کے ایک انٹرویو کی وجہ سے پارٹی میں اختلافات پیدا ہو گئے ہیں۔

○ سندھ اسمبلی کے سپیکر کے خلاف اپوزیشن کی جانب سے تحریک عدم اعتماد کا نوٹس دے دیا گیا ہے۔ قواعد کے مطابق نوٹس ملنے کے بعد سات روز کے اندر اسمبلی کا اجلاس بلانا ضروری ہے۔

○ جھنگ شہر میں چھٹے روز بھی کرفیو نافذ رہا۔ پولیس بدستور لوگوں کو گرفتار کر رہی ہے۔ تاہم پہلے سے گرفتار شدہ ۶۵ افراد کو رہا کر دیا گیا۔

○ حکومت پاکستان نے عراقی کونسل خانہ اور عراقی ایرویز سے منسلک دو عراقی باشندوں کو غیر قانونی سرگرمیوں میں ملوث ہونے کے الزام میں ملک بدر کر دیا ہے۔

○ پنجاب میں مٹی کے تیل اور گیس کے سلنڈروں کی شدید قلت پیدا ہو گئی ہے۔

○ خانیوال ملتان روڈ پر ویگن اور بس کے تصادم میں چھ افراد ہلاک ہو گئے۔ اسی طرح مری سے بیس میل دور جیپ کے ایک حادثہ میں ۱۶ افراد جاں بحق ہو گئے۔

○ روس کا ایک پارلیمانی وفد کراچی پہنچ گیا ہے۔ آٹھ روزہ دورہ کے دوران وفد کے اراکین صدر مملکت سینٹ کے چیئرمین اور سپیکر قومی اسمبلی سے ملاقات کریں گے۔

غیر ملکی خبریں

○ عراق نے سعودی عرب اور اسرائیل پر پھر سکڈ میزائیلوں سے حملہ کیا ہے۔ اتحادیوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ان میزائیلوں کو فضا میں ہی تباہ کر دیا گیا لیکن ملبہ گرنے سے زبردست تباہی کی خبریں ملی ہیں۔

○ اتحادی افواج نے عراق کے موبائل سکڈ لانچرز پر حملہ کر کے انہیں شدید نقصان پہنچانے کا دعویٰ کیا ہے انہوں نے عراق کی آئل ریفائنری پر بھی بمباری کی۔

○ صدر بش نے کہا ہے کہ ہمیں زمینی حملہ کرنے کی کوئی جلدی نہیں۔ اس کا فیصلہ مناسب وقت پر کیا جائے گا۔ سعودی عرب کے مشرقی علاقہ میں جنگی مشقوں کے دوران اسلحہ کا ایک ذخیرہ تباہ ہو گیا۔ ایک سعودی فوجی ہلاک اور چھ زخمی ہو گئے۔

○ عراق کی طرف سے پھینکا گیا ۱۱ ملین بیرل تیل ۳ اپریل تک بحیرہ عرب میں داخل ہو جائے گا۔ ماہرین کے خیال کے مطابق یہ تیل ایٹمی خطرے سے زیادہ تباہ کن ہے۔

○ البانیہ میں اٹلی جانے کے خواہشمند افراد سے ایک ساحلی شہر میں جھڑپوں کے دوران دس افراد ہلاک اور ۳۵ پولیس والے زخمی ہو گئے۔

○ چینی حکومت نے خلیجی جنگ کے پرامن حل تلاش کے لئے اپنے نائب وزیر خارجہ کو شام۔ ترکی۔ یوگوسلاویہ اور ایران کے دورہ پر بھیجا ہے۔

○ فلپائن کے وزیر خارجہ نے کہا ہے کہ ان کا ملک امریکہ کو خلیج کی جنگ کے بہانے فلپائن میں قائم امریکی اڈوں کا معاوضہ کم کرنے کی اجازت نہیں دے گا۔

حبوبِ مفیدِ اٹھرا
HABOOB-I-
MUFEED-I-ATTHRA
۲۰ گرام ۔/۱۵ روپے
۶۰ گرام ۔/۴۵ روپے
NASIR ناصر
ناصر دواخانہ ربوہ (رجسٹرڈ)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

صدر انجمن احمدیہ کے پنشنران کی بیوگان متوجہ ہوں

صدر انجمن احمدیہ کے دفات یافتہ پنشنران کی بیوگان کی پنشن منظور ہوئی ہے۔ بعض بیوگان کا دفتر ہذا کے ساتھ رابطہ قائم نہیں ہوا۔ براہ کرم ایسی بیوگان دفتر ہذا سے جلد رابطہ قائم کر کے اپنی پنشن وصول کر لیں۔ نیز اپنا مکمل پتہ تحریر فرما دیں اور مطلع فرمائیں کہ آپ موصیہ ہیں یا نہیں۔ پنشن مندرجہ ذیل طریق سے وصول کی جا سکتی ہے۔

۱۔ صدر انجمن احمدیہ / تحریکِ جدید میں کھاتہ امانت ہو تو نمبر تحریر فرما دیں اس میں جمع کروا دی جائے گی۔

۲۔ خود تشریف لا کر دفتر سے پنشن وصول کر سکتی ہیں۔

۳۔ کسی عزیز کے نام اتھارٹی لیٹر معہ تصدیق صدر محلہ بھجوا کر پنشن کی وصولی کی جا سکتی ہے۔

(محاسب صدر انجمن احمدیہ ربوہ)

روائتی زیورات جدید فیشن کیساتھ

شریف جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

فون
دکان : ۶۴۹
رہائش : ۸۴۱

دکان برائے فوری فروخت

انیس مارکیٹ ریلوے روڈ میں واقع جوتوں کی دکان بابر شوز بمعہ ساز و سامان فوری فروخت کے لئے موجود ہے۔

خواہشمند احباب جلد رابطہ کریں۔

عبد الحمید صابر معرفت احمد کلینک
اقصیٰ چوک ۔ ربوہ

لیئر اور برائلر مرغیوں کیلئے

بہترین معیاری اور متوازن

پنجاب پولٹری فیڈ

اب تھوک کے علاوہ پرچون بھی دستیاب ہے
ربوہ پولٹری فیڈ سٹور نزد چرخہ ہاؤس
کالج روڈ ربوہ

ڈیلر ۔ پنجاب فیڈز لمیٹڈ

روزنامہ **الفضل** ربوہ

پبلشر: آغا سیف اللہ ، پرنٹر: قاضی منیر احمد
مطبع: ضیاء الاسلام پریس ۔ ربوہ
مقام اشاعت: دار النصر غربی ۔ ربوہ

قیمت
ایک روپیہ پچاس پیسے

مرض نرینہ اولاد سے محروم مرض بے اولادہ مرض اٹھراء مرض سوکھا مرض گرمی مرض گیس کا علاج کرنیوالے

سنہ ۱۹۱۱ء سے مصروف خدمت

مشہور دواخانہ (رجسٹرڈ)

چوک گھنٹہ گھر ۔ گوجرانوالہ پوسٹ بکس نمبر ۱۹۰

فون ۷۴۸۴۴ / ۷۶۴۹۷ ۔ ۴۳۱

زیر نگرانی: حکیم عبد الحمید اعوان ابن حکیم نظام جان

برانچیں: ربوہ: اقصیٰ چوک نزد لیٹر بکس ، ملتان: نزد پرانی کوتوالی حضوری باغ روڈ
لاہور: جوہر ٹاؤن فیز I بالمقابل مسجد چک مزنگ نزد آخری سٹاپ ممتاز مارکیٹ وفاقی کالونی نیو کیمپس روڈ ، چوک قلعہ کالروالہ: تحصیل پسرور ضلع سیالکوٹ ، کراچی: محمود آباد نمبر ۳ نزد شبینہ ڈاکخانہ

خواتین کے لئے انتظام کیساتھ

ہمیں اپنی فیکٹری کے لئے درج ذیل آسامیوں کی ضرورت ہے۔

۱۔ آفس ورک (کلرک) تعلیم میٹرک ۔ لکھائی خوشخط ۔ عمر کم از کم ۳۰ سال ہو۔

۲۔ آٹو پارٹس ربڑ مولڈر

میاں بھائی

۱۰ ۔ منٹگمری روڈ ۔ لاہور

فون: ۲۲۳۳۷۲ ۔ ۲۲۳۳۷۳

نرینہ اولاد سے محروم حضرات اور اٹھراء کی شکار دکھی عورتوں کے لئے امید کی کرن

اٹھراء کی گولیاں

عورتوں اور بچوں کے علاج کیلئے ہم سے رجوع کریں

گولڈن پلز طاقت کا سرچشمہ

اعضائے رئیسہ کیلئے بے حد مفید اور مقوی

زیر نگرانی: مرض اٹھراء کے مشہور معالج
حکیم عطاء الرحمٰن علوی اینڈ سنز ولد حکیم نظام جان

دواخانہ محافظِ صحت گول چوک اوکاڑہ

طلائی و نقرئی زیورات کی معیاری دوکان

الحمد جیولرز

اقصیٰ روڈ ربوہ

۰۔ قدیمی ۰۔ اولین ۰۔ شہرہ آفاق

سنہ ۱۹۱۱ء سے ایک ہی نام

دواخانہ حکیم نظام جان

چوک گھنٹہ گھر گوجرانوالہ فون: ۷۳۹۹۷

برانچیں: ۰۔ کراچی: فون ۴۱۳۲۵۱
۰۔ لاہور: 3-D-1 گلشن راوی
۰۔ ملتان: چوک جان محمد معصوم شاہ روڈ
۰۔ منڈی بہاؤالدین: بالمقابل شاہ تاج شوگر مل
۰۔ رحیم یار خان: فون ۴۷۹۹
۰۔ ربوہ۔ اقصیٰ چوک کالج روڈ
فون نمبر ۵۵۸

EXPORTERS FROM PAKISTAN
IMPORTERS FROM FOREIGN COUNTRIES
ATTENTION PLEASE :-

PARTIES INTERESTED IN QUALITY EXPORT OR IMPORT OF KNITTWEARS OR HANDI-CRAFTS
PLEASE CONTACT :

AHMAD ESTATES AGENCY

P.O. BOX 26 RABWAH PAKISTAN
TELEPHONE 04524 _ 535 FAX 04524 - 825 696
CABLE :- DOGARS

GOODS ALSO MANUFACTURED ACCORDING TO THE SAMPLES OF BUYER

QUALITY GUARANTEED

FAZAL AHMAD DOGAR